

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں  
بغیر اجازت اس کتاب کا کوئی بھی حصہ نقل کرنا جرم ہے

# الحکم الرفاعیہ

(سید احمد کبیر رفاعی)

مرتب: پروفیسر محمد ارشد حسان

1

نام کتاب:-----الحکم الرفاعیہ  
مرتب:-----پروفیسر میاں محمد ارشد حسان  
ٹائٹل:-----عدنان عرفان گرافکس ملتان  
کمپوزنگ:-----محمد رمضان طالب (الہادی فوٹو اسٹیٹ ٹھٹھی شریف، میانوالی)  
پبلشر:-----ایم۔ ارسلان پبلشرز ملتان  
طباعت:-----شیر ربانی پرنٹر  
سال اشاعت:-----جولائی 2024ء  
تعداد:-----500  
قیمت:-----200 روپے

## انتساب

عبدالحمید شرر

کے نام جنہوں نے ایک سو آٹھ برس قبل رسالہ العرفان کے لیے اس  
رسالے کو اردو قالب میں ڈھالا

اور

پروفیسر ڈاکٹر عمیر محمود صدیقی

کے نام جن کے طفیل پہلی مرتبہ مجھے اس رسالے سے شناسائی حاصل ہوئی۔

2

## مصنف ایک نظر میں

خاندانی نام: محمد ارشد القادری

ادبی نام: ارشد حسان

ولدیت: میاں محمد انور شاہ

تاریخ پیدائش: 09 اگست 1988

مقام پیدائش: سٹھی شریف، میانوالی

تعلیم: ایم اے انگلش، ایم اے ایجوکیشن، پی ایچ ڈی اردو

دلچسپیاں: کتب نبی، مطالعہ قرآن و حدیث و سیرت، تصوف، تاریخ ادب،

مطبوعہ کتب: چراغ فکر (ایوارڈ یافتہ)

میانوالی میں اردو نعت گوئی: تنقیدی جائزہ (ایوارڈ یافتہ)

منتظر اشاعت کتاب: پاکستانی اردو افسانے میں رواداری: تنقیدی جائزہ

راہ ایمان

## سید احمد کبیر رفاعی: تعارف و خدمات

خاتم النبیین جناب محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات گرامی پر نبوت کا باب ہمیشہ کے لیے بند ہوگا۔ اب رسالت مآب کے نائبین اولیاء و علماء قیامت تک نبوی تعلیمات کے مطابق انسانی رشد و ہدایت کا فریضہ سر انجام دیتے رہیں گے۔ اس مقدس جماعت کے سرخیل آفتاب علم معرفت، امام اجل، قطب اکمل، امام اولیاء، عارف باللہ، بحر شریعت و طریقت، سلطان العارفین، رفاعیہ سلسلہ کے بانی سید الاولیاء سید احمد کبیر رفاعی پوری اسلامی دنیا میں بالعموم اور عرب دنیا میں بالخصوص مشہور و معروف ہیں۔

ہندوستان کے برعکس کے جہاں کے اکثر مشائخ اور صوفیاء چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ سلاسل سے تعلق رکھتے ہیں، مصر، عراق، عرب اور شام وغیرہ میں خاندان رفاعیہ سے فیض یافتہ لوگوں کی اکثریت ہے۔ اور بقول علامہ تادنی ممالک اسلامیہ میں کوئی جگہ ایسی نہیں تھی کہ جہاں آپ کی خانقاہ نہ ہو۔

3

## نام و نسب:

آپ کا اس مبارک احمد بن علی بن یحییٰ بن حازم بن علی بن رفاعہ ہے۔ جد امجد رفاعہ کی مناسبت سے رفاعی کہلائے۔ آپ نجیب الطرفین سادات ہیں۔

## ولادت:

بعض تذکرہ نگاروں کے مطابق آپ یکم رجب المرجب اور بعض سوانح نگاروں کے بقول آپ 15 رجب المرجب 512ھ کو عراق میں پیدا ہوئے۔ المعارف المحمدیہ فی الوظائف الاحمدیہ کے مطابق آپ عراق کے شہر واسطہ میں پیدا ہوئے۔

## تعلیم و تربیت:

سید احمد کبیر رفاعی کے ماموں شیخ منصور بطاحی کو بذریعہ خواب سرکار دو عالم ﷺ نے آپ کے پیدا ہونے کی بشارت دی۔ اور خود ہی احمد نام تجویز کیا اور فرمایا کہ جیسے میں تمام انبیاء کا سردار ہوں ویسے یہ بچہ تمام اولیاء کا سردار ہوگا۔ (طبقات الصوفیہ للمناوی) اپنے ماموں شیخ منصور بطاحی کے علاوہ آپ نے شیخ علی واسطی، شیخ بکر واسطی اور شیخ عبدالملک حربونی سے مختلف علوم عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل کی۔

## باطنی علوم کی تحصیل:

شیخ علی واسطی کی خصوصی توجہ، شفقت اور اپنی خداداد صلاحیتوں کے نتیجے میں آپ نے صرف 20 سال کی عمر میں تفسیر، حدیث، فقہ، معانی، منطق و فلسفہ سمیت دیگر مروجہ علوم ظاہری میں کمال حاصل کر لیا۔ اپنے ماموں ولی کامل شیخ منصور سے علوم باطنی حاصل کیل شیخ منصور نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں شیخ احمد کبیر رفاعی کو اپنی باطنی امانت اور خاص وظائف سے نوازا اور مسند سجادگی اور منصب ارشاد پر فائز فرما دیا۔

## فضائل و مناقب و کرامات:

آپ ان چار بزرگوں میں سے ایک ہیں جو بحکم الہی اندھوں کو آنکھ والا، کوڑھیوں کو تندرست اور مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے۔ آپ کی بے شمار کرامات سے کتب سیرہ بھری پڑی ہیں۔ بختہ الاسرار میں علامہ شطنوفی کے درج ذیل جملے ان کی شخصیت کی بھرپور عکاسی کرتے ہیں:

"قرب میں ان کا مکان مضبوط تھا۔ حضور میں ان کی مجلس اعلیٰ تھی۔ تمکنت میں ان کا ظہور بلند تھا۔ قوت میں ان کا مقام اعلیٰ تھا۔ احکام ولایت میں ان کا ہاتھ لمبا تھا۔ علم حال تحقیق میں وہ اس طریق کے رکن ہیں۔ اس شان کے وہ ایک فرد ہیں۔ اس کے شہسواروں کے امام ہیں۔ داعیوں اور

4

ہادیوں کے سردار ہیں۔ اور وہ ان میں سے ایک ہیں جن کی قطبیت کا چرچا ہوتا ہے۔ (بختہ الاسرار)

محدث ابن جوزی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ نہ صرف آپ کی کرامات اور خوارق عادات باکثرت ہیں؛ بلکہ آپ کے مریدین درندوں پر سوار ہوا کرتے اور حشرات الارض سانپ وغیرہ کو ہاتھوں میں لے لیا کرتے تھے۔

مگر آپ کو سب سے بڑا شرف یہ ملا کہ جب آپ حج سے فارغ ہو کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور قبر انور کے سامنے کھڑے ہو کر یہ دو شعر پڑھے:

فِي حَالَةِ الْبُعْدِ رُوحِي كُنْتُ أَرْسَلُهَا  
تَقْبِلُ الْأَرْضَ عَنِّي فَهِيَ نَائِبَتِي:

میں دور ہونے کی حالت میں اس اپنی روح کو خدمت مبارکہ میں بھیجا کرتا تھا جو میری نائب بن کر حضور کے آستانہ مبارکہ کو چوما کرتی تھی۔

وَهَذِهِ دَوْلَةُ الْأَشْيَاحِ قَدْ حَضَرَتْ  
فَأَمْدُ دَيْمِيْنِكَ كُنِي تَحْطِي بِهَا شَفَقَتِي

اب جسموں کی حاضری کا وقت آیا ہے۔ لہذا اپنے دست اقدس کو عطا

فرمائیں تاکہ میرے ہونٹ اس کو چوم لیں۔

اس عرض پر آقا نے دست مبارک کو قبر انور سے باہر نکالا اور آپ نے فرط محبت سے اس کا بوسہ لے لیا۔

البنیان المشید میں ہے کہ اس وقت کئی ہزار کا مجمع مسجد نبوی میں تھا۔ جنہوں نے اس واقعہ کو دیکھا ان لوگوں میں محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھے۔ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب الحاوی اور کتاب التتویر میں، شہاب الدین خفاجی نے نسیم الریاض میں اور سید ابو الہدی آفندی رفاعی نے الفخر المخلد فی مقبۃ المدالید میں اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔

### شہرت و مقبولیت:

رب کریم نے آپ کو مقبولیت عامہ عطا فرمائی تھی۔ خلق خدا آپ کے آستانہ پر ٹوٹ پڑتی تھی۔ ہزاروں کی تعداد میں علماء فقراء اور جوینگان علم، متلاشیان معرفت اور طالبان تزکیہ باطن آپ سے فیض یاب ہوئے۔ بعض ثقہ اہل علم کے مطابق بعض ایام میں تو دس، دس ہزار آدمیوں کا مجمع خانقاہ میں جمع ہو جاتا اور سب کے کھانے و لنگر کا انتظام کیا جاتا۔ (البنیان المشید)

ایک مرتبہ آپ کے وعظ میں کسی شخص نے ایک لاکھ افراد کا مجمع دیکھ کر آپ سے کہا کہ ساری خدائی یہاں جمع ہو گئی ہے۔ آپ نے فرمایا اگر میرے دل میں اس جماعت کی قیادت پر فخر کا شائبہ بھی ہو تو میرا حشر ہا مان جیسا ہو۔ (القلائد الجواہر)

### اخلاق:

آپ کے اخلاق، اخلاق محمدی کا نمونہ تھے۔ عجز و انکسار، تواضع و مسکینیت آپ میں حد سے زیادہ تھی۔ چنانچہ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں:

"میں نے سلوک و معرفت کے سب طریقوں کو دیکھا اور غور کیا لیکن تواضع و انکسار سے بہتر کوئی طریقہ مجھے نظر نہ آیا۔"

5

اتباع سنت کے آپ خود بھی پابند تھے اور خدام کو بھی سخت تاکید فرماتے تھے۔ دنیا کمانے والے مکار نام نہاد صوفیانے جو باتیں خلاف شرع ایجاد کر رکھی تھی آپ ہمیشہ ان کو مٹانے کی کوشش کرتے۔ دنیاوی تعلقات اور سامان تعیش سے سخت نفرت تھی۔ قناعت کا یہ عالم تھا کہ کبھی اپنے پاس دو قمیصیں نہیں رکھتے تھے۔ جب قمیص دھونی ہوتی تو دریا میں اتر کر اسے دھو لیتے اور دھوپ میں خشک کر لیتے۔ دو تین دن بعد کوئی ایک آدھ لقمہ کھا لیتے۔ (سیر اعلام النبلا)

## خلق:

آپ کو مخلوق خدا سے بہت محبت تھی۔ غریبوں، بیماروں، محتاجوں اور مسافروں سے انتہائی شفقت فرماتے۔ حتیٰ کہ کوڑھیوں اور اپاہجوں کے پاس جاتے اور ان سے ہمدردی بھرا سلوک کرتے۔ ان کے کپڑے دھوتے، سر اور ڈاڑھیوں سے میل صاف کرتے۔ (طبقات کبریٰ للشعرانی)

آپ ایک مرتبہ بازار شریف لے جا رہے تھے کہ سڑک پر ایک خارش کتا دیکھا۔ خارش اور بیماری کی وجہ سے اس سے چلا بھی نہیں جا رہا تھا۔ آپ کو کتے کی حالت پر ترس آیا۔ کتے کو اٹھا کر گھر لے گئے؛ معالج کو بلا کر اس کا علاج کرایا۔ اس کی دوائی کی اور جب تک وہ کتا ٹھیک نہ ہوا آپ اس کی مرہم پٹی کرتے رہے۔

زسیج و سجاده و دلق نیست

طریقت بجز خدمت خلق نیست

(رومی)

غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی اور سید احمد کبیر رفاعی:

ارشاد المسلمین میں ہے کہ شیخ امام الدین عبدالکریم قزوینی روایت کرتے ہیں کہ سید احمد رفاعی کا ذکر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس

میں ہوا تو آپ نے فرمایا کہ احمد حجۃ اللہ الاولیاء اور صاحب نعمت ہیں۔ اور یہ شعر پڑھا:

هذا الذی سبق القوم الاولی و اذا

لا یتہ قلت و هذا آخر الناس

یعنی: یہ وہ شخصیت ہیں کہ پہلے دور کے لوگوں کی یادگار معلوم ہوتے ہیں۔ جب تم انہیں دیکھو گے تو یہ کہنے پر مجبور ہو جاؤ گے کہ بس ولایت انہی پر ختم ہے۔

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان محدث بریلی اور سید احمد کبیر رفاعی:

چودھویں صدی کے مجدد امام اعلیٰ حضرت احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے سید احمد کبیر رفاعی کی عظمت اور رفعت اور متبعین کے رد میں ایک رسالہ بنام "طرذ الافاعی عن جمی ہادر فاعی" تصنیف فرمایا۔ آپ فتاویٰ رضویہ میں سید احمد کبیر رفاعی کی قطبیت کی صراحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حضرت سید ابراہیم دسوقی، قطاب اربعہ سے ہیں۔ یہ ان چہارم میں ہیں جو تمام قطاب میں اعلیٰ و ممتاز مانے جاتے ہیں۔ اول حضور پر نور سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی، دوم سید احمد کبیر رفاعی، حضرت سید احمد کبیر بدوی اور چہارم سید ابراہیم دسوقی۔"

## مستفدین سلسلہ رفاعیہ:

آپ کے سلسلہ سے جڑنے والی عالم اسلام کی چند ممتاز شخصیات کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

شیخ الاسلام حضرت شمس الدین جزری

امام جلال الدین سیوطی

عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی

مفتی حلب حضرت شیخ بہاء الدین رفاعی

شیخ عماد الدین زنجی

شیخ سید احمد بدوی

سید ابراہیم دسوقی

شیخ ابوالحسن شاذلی

## تصانیف:

آپ مصنف کتب کثیرہ ہیں۔ آپ کی تصانیف کی تعداد 662 بتائی جاتی ہے۔ تا تاریخوں کے حملے میں آپ کے متعدد کتب ضائع ہو گئیں۔ جو کتب زیور طبع سے آراستہ ہوئیں اور آج دستیاب ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

البرہان الموید

الحکم الرفاعیہ

انتظام الخاص لاهل الاختصاص

المجالس الاحمدیہ

تفسیر سورہ القدر

رحیق الکوثر

## وصال:

وصال سے قبل آپ پیٹ کے مرض میں مبتلا ہوئے اور تقریباً ایک ماہ تک اسی حالت میں رہے۔ زندگی کے آخری لمحات میں نہایت رقت طاری رہی۔ اپنا چہرہ اور ڈاڑھی مبارک مٹی پر گر گئے اور دعا کرتے۔ یا اللہ عفو و درگزر فرما! یا اللہ مجھے معاف فرما دے۔ یا مجھے اس مخلوق پر آنے والے مصیبتوں کے لیے چھت بنا دے۔ 66 سال کی عمر میں ۵۷۸ھ بوقت عصر آپ نے عالم فنا سے عالم بقا کا سفر اختیار کیا۔

فرمودات سید احمد کبیر رفاعی:

جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے اللہ اسے حکمت میں داخل فرما دیتا ہے۔

تقویٰ قبر کا توشہ ہے۔

دنیا عبرت کا گھر ہے۔

سب اعمال کا سردار اخلاص ہے۔

دل کا نور اللہ پر بھروسہ کرنا ہے۔

ہمارا طریقہ تین چیزوں پر مشتمل ہے: نہ تو کسی سے مانگو؛ نہ کسی سائل کو منع کرو اور نہ ہی کچھ جمع کرو۔

(مناقب الاقطاب الاربعہ از شیخ یونس بن ابراہیم السامرائی)

الحکم الرفاعیہ کا تعارف:

یہ رسالہ جو سید احمد کبیر رفاعی نے اپنے مرید کی اصلاح کے لیے تصنیف فرمایا۔ حجم میں مختصر مگر مفاد میں جامعیت کا حامل ہے۔ عقائد و اعمال، عبادات و معاملات کے ہر پہلو پر حکمت سے لبریز فرامین عالیہ کا یہ بیش بہا خزانہ ہے۔ اس کے ایک ایک جملے میں شریعت و طریقت، معرفت و حقیقت کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے جسے نہایت سادہ اسلوب کے حامل اس مختصر سے رسالے میں پورے دین کا خلاصہ سمو گیا ہو۔

8

عرض مرتب:

ایک صدی قبل کیے گئے ترجمے کو جدید اردو سے ہم آہنگ کرنے کے لیے اب الفاظ کے سہل اور معروف متبادل دیے گئے ہیں۔ حتی المقدور کوشش کی گئی ہے کہ مشکل عبارات کو عام فہم الفاظ سے بدل دیا جائے۔ بعض جملوں کے درمیان قوسین میں وضاحتی الفاظ دے کر حواشی سے جان بوجھ کر احتراز کیا گیا ہے تاکہ قاری کی توجہ منتشر نہ ہو۔ اُس اولین ترجمے میں بعض مقامات پر قرآن و حدیث کے اندراج میں پروف کی اغلاط رہ گئی تھی جو اب دور کر دی گئی ہیں۔

ایک سو آٹھ سال بعد اس رسالے کو دوبارہ کتابی صورت میں الگ سے چھاپنے کا اعزاز اس بندہ ناچیز کے حصہ میں آیا ہے: اس پر میں رب العالمین کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ اس کی توفیق و عطا کے بغیر کچھ بھی ممکن نہیں۔ کروڑوں درود و سلام ہوں میرے آقا جناب محمد ﷺ کی ذات پر جن کی محبت میری زندگی کا سرمایہ ہے۔ آپ کی ساری آل اور سارے اصحاب پر بے شمار رحمتیں ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف



## الحکم الرفاعیہ

بھائی میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ جل شانہ سے ڈرتے رہو اور سنت رسول اللہ کی پیروی کرو۔ اور یہ چاہتا ہوں کہ اس نصیحت کو جو تمہارے حق میں اور ان لوگوں کے حق میں جو تمہارے مثل ہیں بخوبی مفید ثابت ہوگی۔ اسے پورے شوق سے قبول کرو۔ خبردار! وہ شخص جو اس کی اہلیت نہ رکھتا ہو وہ اس سے بہرہ یاب نہ ہو۔ اور تم نے اگر اس نصیحت کے بارے میں بے احتیاطی کی تو تم اس نصیحت کے اوپر ظلم کرو گے۔ اے عبدالمسیح! فقیر، اگر اپنے نفس کے ساتھ دوستی کرتا ہے تو بالکل تھک جاتا ہے؛ لیکن اگر اپنا کام خدا کے سپرد کر دیتا ہے تو خدا عزیزوں اور دوستوں کی وساطت کے بغیر اس کی دست گیری کرتا ہے۔ عقل فوائد کا خزانہ اور خوش نصیبی کی کمیاء ہے۔ اس دنیا میں شرافت ہے اور آخرت میں عزت۔ جو شخص اس عارضی و مستعار زندگی میں اٹکا رہتا ہے اسے سوائے حجابوں کے اور کوئی نفع حاصل نہیں ہوتا۔ مان کر رونا کرائے کے رونے والیوں کا رونا نہیں ہے۔ انسان جس قدر لوگوں کے آس پاس جو تیاں چٹھتا ہے اسی قدر رزم وحدت اور دینداری کو ہاتھ سے گنوا تا جاتا ہے۔ دو چیزیں دین میں ترقی دلاتی ہیں: ایک تنہائی میں ذکر کرنا اور دوسری نعمت الہی کا حد سے زیادہ تذکرہ کرنا۔ انسان کی

9

حالت اس کے دوستوں اور ہم صحبتوں کے دیکھنے سے معلوم ہو جاتی ہے۔ جو لوگ (دنیاوی منفعت کے لیے) سختی برداشت کرتے ہیں اور کم وزیادہ کی فکر میں رہتے ہیں اس کے پیچھے جاہ طلبی اور شہوات نفسانی کی کارفرمائی ہوتی ہے۔ اور یہی دو چیزیں (اکثر) لوگوں کا مقصود ہیں۔

جو حقیقت شریعت سے جدا ہو وہ زندہ ہے۔ معرفت خداوندی کی انتہا یہ ہے کہ بغیر چوں چراں کے اور بغیر کسی مقام و جگہ کے ساتھ خدا کی تخصیص کیے اس کی ہستی کا یقین ہو جائے۔ جن لوگوں کی نگاہ کے سامنے سے پردہ نہیں ہٹا ان کے نزدیک مرض موت کی شدت کا زمانہ معرفت الہی کی پہلی گھڑیاں ہیں۔ اس لیے ہمیں کہا گیا ہے:

مولو قبل ان تموتو

یعنی: مرنے سے پہلے مر جاؤ۔

کیونکہ موت آتے ہی پردہ اٹھا دیتی ہے۔ چنانچہ وارد ہوا ہے:

الناس نیام فاذا ماتوا انصحو

یعنی: لوگ سو رہے ہیں لہذا جب مرتے ہیں تب ہوشیار ہوتے ہیں۔

اللہ جل شانہ کو تمام صفات سے منزہ کرنے سے پہلے تمہاری ساری توحید شرک ہے۔ توحید انسان کے دل میں ایک وجدانی چیز ہے جو نہ صرف

اسے خدا کی صفات کا احساس دلاتی ہے بلکہ اسے رب العالمین کو کسی کے مثل سمجھنے سے بھی روکتی ہے۔ یہ آنا جانا سب خیال ہی خیال ہے۔

اے محتاج شخص! غرور کے گھوڑے سے اتر کر پیادہ ہو۔ بہت سی ایسی لغزشیں ہیں جو گڑھے میں پھینک دیتی ہیں۔ بعض علوم ایسے ہیں کہ ان کا پھل جہالت ہے۔ بعض جہالتیں ایسی ہیں جن کا پھل علم ہے۔ تو نے تو اپنے علم کو ذلت کا جامہ پہنا دیا ہے پھر علم کی عزت تجھے کیوں کر حاصل ہو۔ یہ نہ سمجھ کے مہندی کا رنگ تیرے بڑھاپے کو چھپا دے گا اس لیے کہ مہندی نے ترے بالوں کا رنگ بدلا ہے نہ کہ تیرے بڑھاپے کو۔ آدمی کا ایک جگہ جم کے بیٹھنا کاف سے کاف تک پھرنے سے افضل ہے۔

حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کی ذات و صفات میں گفتگو کرنے سے خاموشی زیادہ کمال رکھتی ہے۔ جو شخص خدا کی مخلوق پر دست درازی کرتا ہے خدا کے نزدیک اس کا ہاتھ چھوٹا ہوتا ہے۔ اور جو خدا کے بندوں کے مقابل غرور کرتا ہے وہ اس معبود برحق کی نظر سے گر جاتا ہے۔ ہر حالت بدل جانے والی ہے؛ ہر چھپی ہوئی چیز کا ایک ظاہری رخ ہے۔ جس نے تحمل کی ذرہ پہن لی وہ عجلت کے تیر سے بچ گیا۔ کوئی زبردست آدمی زمین کے کسی سبب سے اونچے پہاڑ پر نیزہ گاڑ دے تو اگر آٹھ روز تک رات دن آندھی چلتی رہے تو بھی اس کا

بال بیکا نہیں ہو سکتا۔ جھوٹا وہ ہے جس کی بنیاد بدعتوں پر ہے۔ اور عقل مند وہ ہے جو بدعات سے پاک ہو۔ انسان کامل خدا کے سوا ہر چیز کو ترک کر دیتا ہے۔ مخلوقات میں جتنے ہیں وہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ فائدہ؛ بلکہ خدا کے بندوں کے سامنے حجاب بنے ہوئے ہیں۔ اس حجاب کو جو اٹھا دیتا ہے وہی اپنے خالق تک جا پہنچتا ہے۔ خدا کے سوا کسی اور چیز پر بھروسہ کر لینا ہی خوف ہے اور خدا کا خوف کرنے والا دوسروں کے خوف سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔

ہر حالت کے نیچے ایک حالت ربوبیت ہے۔ اگر تو اسے پہچانتا ہوتا تو جانتا کہ تیرا ہاتھ پاؤں مارنا اور ترا اسکون دونوں اسی سے علاقہ رکھتے ہیں اور تجھ پر وہ مسلط ہے۔ اور

اعملو فکل میسر لما خلق لہ

"کام کیے جاؤ اس لیے کہ ہر شخص کو اس چیز کی توفیق دی گئی ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔"

صوفی وہ ہے جس کے نفس کا آئینہ ایسا صاف ہو کہ اسے دوسروں پر اپنی فضیلت نظر نہیں آتی۔ تمام چیزیں جو ماسوا اللہ ہیں خدا اور بندے کے درمیان حائل پردے ہیں۔ اور جس کو ان سے رہائی مل گئی وہ اپنی مراد کو پہنچ

گیا۔ یاد رکھو! وقت تلوار کی مثل ہے جو اس سے مقابلہ کرے اسے کاٹ ڈالتا ہے۔ عقلمند کی پہچان یہ ہے کہ سختی میں صبر کرے؛ خوشحالی میں منکسر المزاج رہے اور ہر چیز میں سے خوبیاں اخذ کر لے۔ ایسا شخص حق کا جو یا ہوتا ہے عارف کی پہچان یہ ہے کہ اپنے حال کو چھپائے اور بات سچی کہے اور امید و آرزو کے پھندے سے آزاد ہو جائے۔ دنیا اور آخرت دونوں فلفلوں میں ہے: ایک عقل اور دوسرا دین۔ علم وہ ہے جو تجھے جہالت کی حالت سے نکال دے؛ غرور کے مقام سے دور کرے اور اولوالعزم لوگوں کی راہ پر لگائے۔ شیخ وہ ہے جو اپنی نصیحت ترے ذہن نشین کر دے؛ رہنمائی کے وقت تیرا رہبر ہو اور تجھے پکڑے تو اوپر ابھار دے۔ شیخ وہ ہے جو تجھے قرآن و حدیث کے راستے پر لگائے اور نئی باتوں اور بدعتوں سے الگ کر دے۔ شیخ وہ ہے جس کا ظاہر و باطن شرع ہو۔ یاد رکھو! طریقت عین شریعت۔ جھوٹا نام نہاد صوفی اصل تصوف کو نجاست سے آلودہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ باطن اور ظاہر اور مرد عارف یہ کہتا ہے کہ باطن وہ ہے جو ظاہر کا باطن اور اس کا خالص جو ہر ہے۔ قرآن تمام حکمتوں کا عظیم الشان دریا ہے؛ مگر اس کے لیے جو سماعت سے محروم نہ ہو۔

تو رضائے الہی کے دروازے پر دستک دے گا تو فلاح کی صدا سنے

گا۔ خدا سے راضی رہ اور اگر اس سے راضی رہے گا تو چین اور آرام سے سوئے گا۔ جو شخص ماں اور باپ چچا اور ماموں، مال و دولت اور عزیزوں اور دوستوں پر فخر و ناز کرتا ہے اس کے دماغ میں معرفت کی بو بھی نہیں آتی۔ جو شخص اپنے نفس کو دیکھتا ہے وہ اللہ جل شانہ کے نزدیک کوئی چیز نہیں ہے۔ اگر کوئی عابد دونوں جہان کی عبادت کرے اور اس میں ایک رائی برابر بھی کبر و نخوت ہو خدا کا عداور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے۔ تین چیزیں یعنی غرور، بے وقوفی اور کنجوسی ایسی ہیں کہ اگر کسی میں ہوں تو جب تک اس میں سے نکل نہ جائیں ولی نہیں ہو سکتا۔ جو شخص اپنے نفس کو دوسروں سے بہتر دیکھتا ہے وہ خدا اور اس کے مخلوق کے نزدیک جھوٹا ہے۔ سب سے بڑا ظالم وہ ہے جو خود کو دوسروں سے اعلیٰ سمجھتا ہو۔ ظلم یہ ہے کہ انسان دنیا کے جھوٹے مرتبوں کی حرص رکھتا ہو۔ ان مرتبوں میں سے ایک یہ ہے کہ نشست و برخاست اور گفتگو میں جس چیز کا حق نہ رکھتا ہو اس کے اعتبار سے اپنے تئیں اپنے بھائی پر ترجیح دے۔ اور اسی پر دوسرے مرتبوں کا بھی قیاس بھی کر لیا جائے۔ جو شخص زبردستی کی قوت سے لوگوں کو تابع کرتا ہے وہ ان کے دل میں اپنی دشمنی کی بنیاد قائم کرتا ہے۔ اور جو شخص غریبی اور تواضع سے لوگوں کو اپنے بس میں کرتا ہے وہ ان کے دل میں اپنی عزت کا نقش قائم

کرتا ہے۔ خدا کے ملک میں سب سے اچھا رفیق خوف خدا ہی ہے اور سب سے اچھی شوکت اخلاص ہی ہے۔ جس شخص میں تھوڑی سی نخوت و انانیت بھی ہو وہ اہل کمال کے مرتبے کو ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔ خدا کی نعمتوں کو یاد کرنے والا اگر مرتبے سے گر جائے تو بھی شکرگزاری کے راستے سے نہیں ہٹتا۔

جو شخص کامل ہے وہ اپنی خدمت سے باز نہیں آتا۔ کسی چیز کا دعویٰ کرنا نفس انسانی میں نخوت کا باقی ماندہ حصہ ہے۔ اگرچہ دل بار نہیں اٹھا سکتا مگر احمق اس قسم کے دعوے سے باز نہیں آتا۔ نعمت الہی کا ذکر کرنا اس کی قربت کا بیان کرنا ہے اور اس کے ذکر میں کوتاہی کرنا بندہ ہونے کے درجے سے تجاوز کرنا ہے۔ جو عارف ہے اس کی نظر نہ دنیا پر پڑتی ہے اور نہ آخرت پر۔ سب سے بہتر کمال یہ ہے کہ غیروں کو چھوڑ دے۔ تغیرات عالم سے بشارت حق حاصل کرے اور اپنے آپ کو اس زندہ ازلی کے دست قدرت کے حوالے کر دے اور فنا کا جامہ پہن لے۔ شیخ کے مکان کو حرم؛ اس کی قبر کو صنم اور اس کے حالات کو آلات معرفت قرار دے کر دین کو برہم نہ کرے۔ انسان وہ ہے جس پر پیر کو فخر و ناز ہو نہ وہ جو پیر پر فخر کرے۔ جس کسی کا کان ماسوی اللہ کی آواز سے بہرہ ہو گیا ہے وہ "لمن الملک الیوم" کی صدا سنتا

ہے۔ ایسا شخص جھوٹ، غرور، انانیت، طاقت، جوش اور غضب کے گھوڑے سے اترتا ہے اور ابدیت کے مقام میں ٹھہرتا ہے۔ اس کلام کے پاس ہرگز نہ جانا جسے بعض صوفی وحدت الہی کے بارے میں زبان سے نکالتے ہیں۔ اور نعمت ہائے ربانی کے اعتراف و اقرار میں ہرگز کوتاہی نہ کرنا۔ اس لیے کہ گناہوں کا پردہ کفران نعمت کے پردے سے بہر طور غنیمت ہے۔

ان اللہ لا یغفر ان یشکر بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء  
"اللہ اس چیز کو نہیں معاف کرتا کہ اس کی بارگاہ میں شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ جس کسی کو چاہتا ہے معاف فرما دیتا ہے۔"

کسی شخص کو اگر تو ہوا میں اڑتے ہوئے دیکھے تو بھی جب تک اس کے اقوال و افعال کو شرع کے ترازو میں نہ تول لے اس کا اعتبار نہ کر۔ خبردار! اگر وہ صوفیا کے ہر قول و فعل سے انکار نہ کرنا۔ ان کے حالات کو تو انہی پر چھوڑ دے۔ اگر شرع شریف ان کے معاملات کے مخالف نظر آئے تو تو ایسی صورت میں پابندی شرع رہ۔ مخلوقات کے ترک کرنے سے پہلے مسائل معرفت میں بحث کرنا بھی منجملہ خواہشات نفسانی کے ہے۔ جو کوئی خواہش نفسانی کے باعث حق یا باطل کی طرف مائل ہو اوہ برائی میں پڑا ہوا ہے۔ معرفت الہی کے دروازوں میں سے پہلا دروازہ یہ ہے کہ انسان

اپنے دل کو خدائے عزوجل سے مانوس کرے۔ اور زہد خداوند متعال کی راہ میں چلنے والے کا پہلا قدم ہے۔ جو شخص عشق میں مرے وہ شہید ہے۔ وہ جو اپنی زندگی خلوص میں بسر کرتا ہے وہ سعادت مند ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں جہی نصیب ہوتی ہیں جب خدا ان کی توفیق دے۔ جو شخص بغیر مرشد کے راستے میں چلتا ہے اگلے پاؤں واپس آتا ہے۔ یہ طریقت ورثے میں نہیں ملتی نہ کوئی اسے باپ کے ترکے میں پاتا ہے۔ بلکہ اس طریقت کے حاصل کرنے کے لیے اسے حدود معینہ پر قائم رہنا پڑتا ہے۔ اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں آنسو بہانا اور اس کا ادب کرنا ضروری ہے۔ بہت سے نادان جانتے ہیں کہ یہ طریقہ بحث مباحثے، روپے پیسے اور ظاہری اعمال کے ذریعے سے حاصل ہو جاتا ہے۔

خدا کی قسم ایسا نہیں ہے۔ بلکہ اس مرتبے کو انسان سچائی، فروتنی، ذلت، فقری، سنت رسول مختار کی پیروی اور اغیار کے ترک کرنے سے پہنچتا ہے۔ جس کا خدا عزیز ہو وہ ہر جگہ عزیز ہے اور جس کا اس خدائے دائم و لم یزل کے سوا کوئی اور عزیز ہے وہ ہر جگہ عزیز نہیں۔ قرآن ایسی نشانی ہے جس میں بے بہت سی نشانیاں جمع ہیں اور آیات ربانی اس میں درج ہیں۔ جس کسی پر خدائے عزوجل نے یہ احسان کیا ہے کہ اس کے باطنی رموز کو سمجھتا

اور ظاہری احکام شرع کے پابندی کرتا ہے اسے دو برکتیں حاصل ہیں۔ اور جو اپنی رائے سے معنی کہتا ہے گمراہ ہو جاتا ہے اور ظاہر و باطل دونوں سے دور جا پڑتا ہے۔ خدا عزوجل کا ذکر تمام آسمانی آفتوں اور ارضی حوادث کے لیے ڈھال ہے۔ ذکر الہی کرنے والا شخص کیونکہ خدا کا ہم صحبت ہے لہذا اسے چاہیے کہ اس رب العزت کی بارگاہ کا ادب ملحوظ رکھے۔ تاکہ اس صحبت سے دور نہ ہو جائے جو قبولیت کی برکت ہے اور غفلت سے پاک ہو جائے۔ جو زبان کہ بارگاہ قلب کی سچی ترجمان ہے وہ اپنی دولت کو ظاہر کرتی اور اپنے خزانے کا دروازہ کھولتی ہے۔ جس شخص کا دل پاک ہو اس کی زبان اچھی اور اس کا بیان بھی شیریں ہے۔ اگر اپنی زبان سے رموز حقیقت کے کھلنے کا اعتبار کرے اور اپنے قلب کو پاک کر دے تو اس کو عرفان میں ترقی ہوتی ہے اور حجت حق اس پر آشکار ہوتی ہے۔ اور جو صرف زبان کا حظ اٹھا لینے پر کفایت کر کے افعال کے ثمرات کو چھوڑ دیتا ہے اس کا ہاتھ اقوال ہی تک پہنچتا ہے۔

روح وہ جسم ہے جو معرفت کے لیے ہمیشہ متنبہ رہے۔ وہ سر ہے جس میں سلامت روی ہو؛ وہ دل ہے جس میں رحم ہو؛ وہ قدم ہے جو حق کے راستے پر قائم ہو۔ حکمت کے لیے شرط ہے کہ خیرات کو تو ان لوگوں تک پہنچا

دے جو اس کے مستحق ہیں اور سچائی کے لیے شرط ہے کہ غیر مستحقین پر بھی تو ہاتھ نہ روکے۔ ان دونوں کا پھل تو خدا سے پائے گا۔ جو نعمتیں تجھ کو ملی ہیں ان کی ناشکری نہ کر اس لیے کہ یہ خدا کو پسند نہیں ہے۔ جس کے دل میں فریب ہو اس کے لیے فلاح نہیں رہے۔ ظالم عزیز نہیں ہوتا؛ گنہگار کا کام پورا نہیں اور جو بندہ صرف خدا کی وکالت اور اس کی مدد پر قناعت کرتا ہے ذلیل نہیں ہوتا۔ جس شخص کے دل میں شک ہے اسے فلاح نہیں ہوتی۔ مکار کی آرزو پوری نہیں ہوتی؛ کنجوس کو فائدہ نہیں ہوتا؛ حاسد کو کسی کی مدد نہیں ملتی۔ سگ دنیا مردار گوشت پر پورا قابو نہیں پاتا۔

وہ بندہ مومن جو خداوند تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار نہیں رکھتا اس کا دل توڑنے کی کوشش میں و مملکت کسری بھی درہم برہم ہو جاتی ہے۔ جو لوگ اپنے نفس کو دیکھا کرتے ہیں ان کا دل اندھا ہو جاتا ہے۔ دیندار آدمی توبہ و استغفار کے ذریعے سے حجاب کو اپنے سامنے سے ہٹا دیتا ہے اور بے دین کی آنکھوں پر پردے کے بعد پردے پڑتے رہتے ہیں۔ معصوم وہ ہے جس کی خدا تعالیٰ نے نگہبانی کی۔ بے وقوفی کا کوئی علاج نہیں ہے؛ حماقت کا مرض دور نہیں ہوتا؛ مغرور کے ساتھ کوئی ہم صحبت نہیں ہوتا اور دغا باز عہد و پیمان کا پاس و لحاظ نہیں کرتا۔ جو غافل ہے اسے نور نہیں عطا ہوتا۔ جو شخص

14

اپنے قول و اقرار کو پورا نہیں کرتا اس کے پاس ایمان ہی نہیں ہے۔ خداوند تعالیٰ نے مقرر فرما دیا ہے کہ نیکو کار بندے شریروں کے ہاتھوں اور بدکاروں کی زبانوں سے اس دنیا میں سخت تکلیف اٹھائیں گے۔ حقیر و مردار شخص بھی نیکی کرنے والے کے حق میں ابدی اور بے ضرر آدمی کے ساتھ مکر و فریب کریں گے۔ خدا کی مدد صاحب خلوص اور منکسر المزاج بندوں کو گھیرے ہوئے ہیں۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔ دشمن کی پہچان یہ ہے کہ تری دولت کی طرف راغب ہو مگر جب تری دولت کو نقصان پہنچ جائے تو تجھے چھوڑ دے۔ تیری پیٹھ پیچھے تجھ پر زبان کی تلوار سے حملے کرے اور تیری ثناء و صفت کرنی اسے ناگوار گزرے۔ تو ایسے شخص کا معاملہ خدا پر چھوڑ دے اس لیے کہ وہ خود ہی اسے اوندھے منہ گرائے گا۔ اس کی مثال آگ کی سی ہے کہ لکڑی کو گھلاتی ہے اور اس کے ساتھ خود بھی فنا ہو جاتی ہے۔ اور مددگار چاہیے ہو تو اللہ کافی ہے۔ دوست کی علامت یہ ہے کہ وہ خالص خدا کے لیے دوستی کرتا ہے۔ اگر ایسا کوئی رفیق مل جائے تو اس سے رہ و رسم پیدا کر: اس لے کہ سچے دوست نہیں ملتے۔ صوفیوں کی بعض باتوں کی تاویل کر لیا کر۔ گویا خدا کی مقرر کی ہوئی حدوں کے ذریعے سے تو شبہات کو اپنے دل سے دور کر دے۔ اگر میں منصور حلاج کے زمانے میں ہوتا اور جو الزام منصور

کو لگایا گیا تھا وہ ثابت ہو جاتا تو فتویٰ دینے میں میں بھی انہی لوگوں کے ساتھ ہوتا جنہوں نے ان کے قتل کا فتویٰ دیا تھا۔ اگر ثابت نہ ہوتا تو میں کوئی ایسی تاویل کرتا کہ ان کی جان بچ جاتی ہے اور میں اسی پر قانع ہو جاتا کہ کہ انہوں تو بہ کر کے خدا کی طرف رجوع کر لیا ہوگا کیونکہ رحمت کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔

اللہ جل شانہ نے بڑے بڑے اعلیٰ مراتب اپنے ایک بندے کو عطا کیے ہیں۔ جن لوگوں کو خدا نے بخش دیا ہے وہ ان مراتب پر ترقی کرتے ہیں۔ ان مراتب نجات کے طے کرنے میں جسے معرفت کا بھید معلوم ہوگا وہ تمام مخلوقات کے سامنے عاجزی کا سر جھکا دیتا ہے۔ اس لیے کہ معاملات کے انجام چھپے ہوئے ہیں۔ بخشش کا میدان وسیع ہے۔ اللہ کے لیے کسی چیز کی قید نہیں۔ وہ جو چاہے کرے اور جسے چاہے اپنی رحمت کے لیے مخصوص کر دے۔

مختص برحمۃ من یشاء

یعنی: اپنی رحمت کے لیے وہ جسے چاہتا ہے مختص کر دیتا ہے۔

خراسان کے بعض عجمی صوفیوں نے کہا کہ صوفی کبیر ابن شہریار کی روحانیت عرب و عجم کے تمام صوفیا پر متصرف ہے۔ گو میں جانتا ہوں کہ ایسا

15

نہیں ہے۔ اس لیے کہ اللہ جل شانہ سب سے بڑا کام کرنے والا عطا کرنے والا ہے۔ صاحب دل لوگوں کے نزدیک حضرت سرور کائنات کی نیابت اہل اللہ میں باری باری ان کے حالات کے مطابق دورہ کرتی رہتی ہے۔ اور روحانی تصرف کا مخلوق میں ہونا صحیح نہیں۔ بلکہ اللہ جل شانہ کی مہربانی بعض ہی نہیں تمام اولیاء کے شامل حال ہے۔ جو شخص اولیاء اللہ کو درگاہ ایزدی میں اپنا وسیلہ قرار دیتا ہے اس کی حالت سدھر جاتی ہے۔ چنانچہ رب العزت فرماتا ہے:

نحن اولیاءکم فی الحیاۃ الدنیا والآخرۃ

ہم تمہارے دوست ہیں۔ دنیا اور آخرت میں۔

خبردار! اہل عجم کی زیادتیوں سے دھوکہ نہ کھانا اس لیے کہ ان میں سے بعض حد سے گزر گئے حبیب خدا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کو منع فرمایا ہے۔ بندہ چاہے زندہ ہو یا مردہ اس میں کسی قسم کی قدرت خیال کرنے سے بچ۔ اس لیے کہ ساری مخلوقات اپنی ذات کے لیے نقصان پہنچانے پر قادر ہیں نہ نفع پہنچانے پر۔ یعنی نہ ان سے فائدہ پہنچتا ہے نہ نقصان۔ خدا کے دوستوں کی محبت کو درگاہ خدا میں وسیلہ بنا اس لیے کہ اپنے بندوں کے ساتھ خدا کی محبت خدائی بھیدوں میں سے ایک بھید

ہے۔ جو چیز خدا کی درگاہ میں اچھا وسیلہ ہے وہ خدائی بھید اور پروردگار ہی کی صفت ہے۔

ولی وہ مرد ہے جو دل و جان سے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا دامن پکڑے اور خدا سے راضی ہو۔ جو شخص خدا کے پاس پناہ لیتا ہے اس کی عزت بڑھتی ہے اور جو خدا کے سوا کسی اور پر بھروسہ کرتا ہے ذلیل ہوتا ہے۔ جو شخص غیروں کے برتے پر بے پرواہ بنتا ہے حقیر ہوتا ہے۔ اور جو شخص پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زندگی کے سوا کوئی اور راہ اختیار کرتا ہے گمراہ ہوتا ہے۔ علم نور ہے۔ جس شخص کو اس بات کا یقین ہے کہ کارساز مطلق اللہ جل شانہ ہے وہ اپنی ہمت کو دوسروں کی طرف سے پھیر لیتا ہے۔ خدا کی راہ میں جس کی ہمت بلند ہو اس کا بھروسہ خدا کے ساتھ درست ہے اور وہ دوسروں کے سائے میں پناہ نہ ڈھونڈے گا۔ فیاضی کا دسترخوان وہ ہے جس پر اچھے اور برے ہر طرح کے آدمی بیٹھیں۔ خدا اپنے بندوں پر انجام میں ماں سے بھی زیادہ مہربان ہے۔ اللہ جل شانہ اگر اپنے کسی بندے کو مہربانی سے کوئی نعمت عطا کرتا ہے تو پھر واپس نہیں لیتا سوائے اس کے کہ اس سے ناشکری ظاہر ہو۔ خدائے برتر کی عنایتوں کا فیض عقل و وہم سے باہر ہے جو اس بات کو جانتا ہے کہ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے وہ اپنے سب کام اس کا رساز

مطلق کی مرضی پر چھوڑتا ہے۔ اور اپنا سر رضا و تسلیم کی خاک پر رکھ دیتا ہے۔ اگر کسی پر حقیقتوں کا راز کھل جائے تو وہ اس کے صفحوں پر اس سطر کو پڑھے گا کہ

کل شیء ہالک الا وجہ

یعنی: سوائے اس کی ذات کے سب چیزیں ہلاک ہونے والی ہیں۔ ہستی کے دائروں کو اگر غور کی نگاہ سے دیکھے تو تجھے نظر آئے گا کہ عاجزی بھی ان میں گھری ہوئی ہے اور محتاجی بھی ان میں قائم ہے۔ طاقت، دستگیری، امیری اور قدرت سب خدا کے لیے ہے جس کا نہ کوئی شریک ہے نہ کوئی مثل۔

لوگ چونکہ دم داعیہ رکھتے ہیں خود بینی میں مبتلا ہیں اور قسمت کا مقابلہ کرتے ہیں۔ یہ ان کے پاؤں کی لغزش ہے۔ جیسا تیرا دعویٰ ہے ویسے ہی اگر تو طاقت اور قدرت بھی رکھتا ہوتا تو کبھی نہ مرتا۔ تو چونکہ انا اور غور کا دعویٰ کر رہا ہے لہذا تجھے عزت سے کیا تعلق۔ امیری و عزت کے گھوڑے سے اتر۔ غلامی کا لباس پہن۔ چونکہ تیرا سارا دعویٰ جھوٹ ہے اور تیری ساری ریاست اور تیرا غرور فضول اور دیوانے کی بڑ ہے لہذا ان چیزوں سے زبان روک اور کہہ کہ ہر چیز خدا ہی کی طرف سے ہے۔



ان دو دیواروں کے درمیان میں چل: دیوار شرع کے اندر اور دیوار عمل کے اندر۔ پیروی رسول کے راستے پر چلتا رہے اس لیے کہ پیروی رسول ہی کا راستہ بھلا ہے۔ اور بدعت کا راستہ برا ہے۔ اور بھلائی اور برائی کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔ اپنے سر کو تسلیم کے دروازے پر؛ اپنی پیشانی کو عاجزی کی خاک پر رکھ۔ اپنے عمل پر بھروسہ نہ کر۔ خدا عز وجل کی قدرت اور رحمت سے التجا کر۔ خود بینی اور دورخی جستجو سے پاک ہو۔ اس لیے کہ اس ذریعے سے تو ایماندار مالدار اور پرہیزگار سعادت مندوں میں شامل ہو جائے گا۔ نیکو کار بندے کی یہ برکت ہے کہ اسے اللہ کی قربت حاصل ہوتی ہے۔ جناب باری کے دروازے پر اولیاء اللہ کی حرمت اور عزت ہے۔ اور یہ خوش نصیبی اگر انہیں عطا نہ ہوتی تو اللہ جل شانہ اور لوگوں کو اپنی ولایت کے شرف سے مخصوص نہ کرتا۔ وہ لوگ خدا کے جانباز بندے ہیں کہ ان کے ذریعے سے رب العزت نے اپنی شریعت کو مضبوط فرمایا۔ حقیقت شناسی کی اعانت کی۔ ان کی وساطت سے جناب رسالت ماب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت کو قائم رکھا اور انہیں حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس تک پہنچا دیا۔ چنانچہ اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے

یا ایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین

17

"اے نبی تیرے لیے کافی ہے اللہ اور وہ مومن جنہوں نے تیری پیروی کی۔

اللہ جل شانہ کی معرفت مختلف طریقوں کی ہے اور اس کی قسموں میں سب سے بڑی یہ ہے کہ اس کے احکام کی عزت کی جائے۔

خدا اور اس کے بندوں کے درمیان غفلت کے سوا اور کوئی پردہ نہیں ہے۔ وہ حضرت رب العزت فرماتا ہے:

فاذکرونی اذکرکم

تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

جو بندہ معرفت رکھتا ہے وہ اسی کی درگاہ میں پناہ ڈھونڈتا ہے اور اس کی رحمت کا امیدوار رہتا ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ بغیر اس کا لحاظ کیے کہ بندہ نے کوئی عمل یا عبادت کی ہے یا نہیں؛ اسے اپنے فضل و کرم سے سرفراز فرماتا ہے۔ دل اللہ جل شانہ کی دو انگلیوں کے درمیان میں رہتا ہے لہذا اس کی درگاہ میں آہ وزاری اور اظہار عاجزی کرو تا کہ وہ دلوں کو اپنی محبت اور اپنے دین پر قائم رکھے۔

وکفی باللہ ولیا

دوست چاہتے ہو تو اللہ کافی ہے۔

آدمیوں کا ظاہری رخ دو طرح کا ہے: یا تو ان کا ظاہر اچھا ہے یا برا اور ان پر تصرف کرنے والا اللہ جل شانہ ہی ہے۔ مگر فرق صرف اتنا ہے کہ وہ بندوں کے اچھے کاموں سے راضی ہوتا ہے اور برے کاموں سے راضی نہیں ہوتا۔ جس کا سبب یہ ہے کہ اس نے جزئی اختیارات بندوں کو دے رکھے ہیں۔ تو ٹیڑھے کو سیدھا کرنے کی کوشش اس وقت تک نہ کر جب تک اس کے سیدھا ہونے کا وقت نہ آئے؛ کیونکہ کہ ابر رحمت اپنے وقت بھی پر برسا کرتا ہے۔ قبل از وقت لوگ (بھی) اس کو نہیں چاہتے۔

اپنے حوصلے کو تو رنج و الم کے ہاتھ میں نہ دے ورنہ اعلیٰ مقاصد سے محروم رہ جائے گا۔ اس لیے کہ غم ہمت کے حق میں کافور کی شان دکھاتا ہے اور استقلالِ عنبر کی۔ وہ کار ساز موجود ہے اور اس کے سوا سب غائب۔ انہی چیزوں پر قائم رہے جو تجھے عطا ہوئی ہیں۔ ان کے بدلنے اور بنانے میں جو بے چینی ہوتی ہے اس سے اپنے نفس کو پریشان نہ کر۔ اپنی ذات کو نہ مجبور خیال کراور نہ مختار۔ اس لیے کہ اصل حقیقت ان دونوں حالتوں کے درمیان میں ہے۔ جو ولی لفظ خلاف ظاہر کہہ جاتا ہے اور اصول شرع پر حملہ کرتا ہے وہ قول و جلال ربانی کے پردے میں پڑا ہوا ہے تاکہ ربوبیت کے جلال سے مقہور ہو کے حکم ربانی کی طرف رجوع کرے۔ اس لے کہ اگر اس نے قاب

قوسین کی سچائی کی طرف رخ کیا اور رسالت مآب کی پیروی اس سے ظاہر ہوئی تو بندگی کے مرتبے کو پہنچ جاتا ہے جو سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے۔ خلقت کے لیے قربت الہی کا اس سے بڑا کوئی قوی وسیلہ نہیں ہے۔

جس کسی نے آنکھ میں توفیق الہی کا سرمہ لگایا اس نے ہر چیز کو علم الیقین کی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ ٹھیک جانو کے باطن اور ظاہر دونوں پر باطن کی حکومت ہے۔ بصیرت اور دل کی صفائی اور آنکھوں کے نور کی رسائی کم کھانے اور کم پینے سے حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے کہ بھوک خود بینی، کبر اور غرور کو مٹاتی ہے اور اس کے ذریعے سے نفس کو یہ تکلیف دی جاتی ہے کہ حق کے طرف رجوع کرے۔ دراصل بھوک سے بہتر کوئی نفس کو توڑنے والی چیز میں نے نہیں دیکھی۔ وجہ یہ ہے کہ پیٹ بھر کے کھانے سے گرانی ہوتی ہے۔ دل تاریک ہوتا ہے اور نابینائی ہوتی ہے جو غفلت کو بڑھا دیتی ہے۔ پڑوسیوں کے خاطر داری عزیزوں کی خاطر داری سے اچھی ہے: کیونکہ عزیزوں کا دل قرابت کے رشتوں میں بندھا ہوا ہے۔ پڑوسیوں سے یہ علاقہ نہیں۔ جو دل روشن ہے وہ نیکیوں اور عارفوں کی صحبت کی طرف میل کرتا ہے۔ اور خود پرستوں اور نادانوں کی صحبت سے متنفر رہتا ہے۔ خدا کے بندوں کے ساتھ بھلائی کرنا بندے کو خداوند کریم تک پہنچاتا ہے۔

پیغمبر الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنا پل صراط پر گزرنے کو آسان اور دعا کو قبول کرتا ہے۔ خیرات اللہ تعالیٰ کے غصے کو دور کرتی ہے۔ ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنا نزاع کی تکلیف کو آسان کرتا ہے۔ بدکاروں، احمقوں، ظالموں ہم کو ظالموں اور حاسدوں کی صحبت ایک گھٹا ٹوپ اندھیرا ہے۔

عارف وہ ہے جو سلوک کے بڑے اور برحق طریقے پر ہمیشہ اور استقلال سے چلے۔ اور ایک لحظہ کے لیے بھی اس کو نہ چھوڑے۔ صوفی وہ ہے جو تو ہم اور شکوک سے دور رہے۔ اللہ جل شانہ کی ذات و صفات کے بارے میں کہے

لیس کملہ شیء

اس کی مثل کوئی چیز نہیں۔

رب العزت کو یقین سے جان تا کہ ان لوگوں کے زمرے سے نکل جائے جو رب العالمین کو ظنی علم سے پہچانتے ہیں۔ اس کا گلا تقلید کی قید سے چھوٹ جائے۔ صوفی وہ ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سوا کسی اور کے طریقہ پر نہ ہو اور اس کے سوا کسی اور چیز کو اپنی حرکات و سکنات کی بنیاد نہ قرار دے۔ صوفی وہ ہے جو اپنے اوقات کار کو اپنے نفس کے معاملات میں صرف نہیں کرتا۔ اس لیا کہ وہ جانتا ہے کہ مدبر حقیقی اللہ

جل شانہ ہے۔ اپنے معاملات و حالات میں سوائے خدا کے کسی اور چیز پر بھروسہ نہیں کرتا۔ صوفی وہ ہے جو حتی الامکان مخلوق کے ملنے جلنے سے پرہیز کرتا ہے۔ اس لیے کہ وہ جس قدر مخلوقات سے ربط و ضبط بڑھاتا ہے اسی قدر اس کے عیوب کھلتے جاتے ہیں۔۔۔ امر حقیقت اس پر پوشیدہ رہ جاتا ہے۔ وہ بعض لوگوں سے اگر ملنا جلنا گوارا کرے تو پھر اس صورت میں نیک نفس لوگوں سے بھی صحبت بڑھالے۔ اس لیے کہ وارد ہوا ہے:

المرء علی دین خلیلہ

بندہ اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔

جو شخص اپنی باتوں، اپنے کاموں اور اپنے حالات کو ہر وقت قرآن و حدیث کے ترازو میں نہ تولے اور اپنے دل کو ملزم نہ پائے اس کا نام ہمارے نزدیک مردوں کی فہرست میں درج نہیں ہوتا۔ جو اپنی آمدنی کو جانتا ہے اس پر اس کا خرچ کرنا آسان ہے۔ جو شخص اپنے نفس سے ثابت قدم ہوتا ہے دوسرے لوگ بھی اس کی وجہ سے ثابت قدم رہتے ہیں۔ ٹیڑھی شاخ کا سایہ سیدھا کیونکر ہو سکتا ہے؟ فقیر اگر اپنے نفس کو ذلیل و خوار کرے اور شوق و راست بازی کی آگ میں جلے تو خدا کی عنایت سے ثابت قدمی کے میدان میں قدم جمالیتا ہے۔ یوں وہ نیکیوں کا خزانہ اور مخلوق کا مطلوب بن جاتا

ہے۔ وہ اس منہ کی مثل ہو جاتا ہے جو جس جگہ برس جاتا ہے فائدہ پہنچاتا ہے۔ اور ایسے جیسے ابر رحمت کے زمانے میں مخلوق خدا پر رحمت اور تسلی نازل ہوتی ہے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ لوگ جھوٹے کی پیروی کرتے ہیں اور سچے سے بھاگتے ہیں اور مغرور لوگوں کے گرد ہجوم کرتے ہیں۔ اور جن لوگوں کو زمانے نے چھوڑ دیا ان سے بھاگتے ہیں۔ اس حالت کو دیکھ کہ تو متعجب نہ ہو اس لیے کہ یہی حالت نفس کی ہے۔ نفس بھی سچی ہوئی کوشک، زرنگار قصر اور وسیع ایوان کو پسند کرتا ہے۔ اور عالی مرتبہ پر، شاندار عمامہ سر پر رکھ کے اور لمبی آستین لٹکا کے شان و شوکت ظاہر کرتا ہے۔ اس پردے کے ہٹانے کے لیے تو اندرونی ہمت کو بلند کرنے کہ نفس کی ہمت کو۔ اپنے نفس سے خطاب کر کے پوچھ کے اگر ایک طرف رسول اکرم نبی معظم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس شان سے بورے پر بیٹھا ہوا دیکھے کہ چٹائی کے نشان آپ کے جسم نازنین پر بنے ہوئے ہیں۔ آپ کے اہل بیت واصحاب رضوان اللہ والسلام علیہم فقر و فاقہ میں مبتلا ہیں اور نوکروں چاکروں کا کہیں پتہ نہیں۔ اور دوسری طرف تو کسرائے عجم کو دیکھ کہ مرصع تخت پر شان و شوکت سے بیٹھا ہوا ہے؛ جس میں بیش قیمت موتی لگے ہوئے ہیں۔ اس کے اہل و عیال رنگ رلیاں منار ہے ہیں؛ خدم و حشم کا ہر

20

طرف ہجوم ہے۔ تو ان دونوں میں سے کس کی طرف رخ کرے گا؟ اگر اللہ جل شانہ تیرے نفس کو توفیق دے تو یقیناً حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آپ کے اہل بیت واصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دوست رکھے گا۔

اپنے دل کی ہمت کو اہل بیت نبوی کی حالت میں پہنچاتا کہ اللہ جل شانہ کے گروہ میں شمار کیا جائے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

الا ان حزب اللہ هم المفلحون

آگاہ ہو جاؤ کہ جو اللہ کے گروہ والے ہیں انہی کے لیے فلاح ہے۔  
خبردار! کبھی اپنی بے نفسی کی طرف نہ دیکھ۔ اس لے کہ جو بھوک بغیر معرفت اور بغیر آداب محمدی کے ہو وہ تو صفتِ سگاں ہے۔ اپنی قدر و منزلت کو آداب محمدی کے ذریعے پہنچے ہوئے اعلیٰ مرتبہ لوگوں تک پہنچا۔ اعمال خیر کے دکھانے اور خودی و خود نمائی کے جذبات کو اپنی ذات سے نکال کے پھینک دے۔ اس لیے کہ یہ چیز منجملہ شیطان کے جذبات کے ہیں اور خدا کا خاص بندہ بن تا کہ تو قربت کے درجے کو پہنچ جائے۔ اس زمانے کے لوگ جادوگری، کیمیاء گری، وحدت کا نام لینے، زیادہ باتیں بنانے اور جھوٹے دعوے کرنے کے ذریعے سے اپنی گردن اونچی کرتے ہیں۔ خبردار! ایسے لوگوں کے پاس نہ پھٹکنا۔ اس لیے کہ وہ اپنے پیروں اور اپنے

پاس والوں کو دوزخ اور غضب الہی کی طرف کھینچے لیے جاتے ہیں۔ خدا کے دین میں ایسی چیز داخل کر رہے ہیں جو اس میں نہیں ہے۔ وہ لوگ بظاہر ہماری جماعت میں یعنی خرقہ پوشوں کے گروہ سے ہیں۔ تو انہیں دیکھتے تو سمجھے گا کہ ان کی دعا قبول ہوتی ہے اور وہ خدا کے مقرب لوگوں میں ہیں۔ اگر ان میں سے کسی کو تو دیکھے تو فوراً ان سے بھاگ۔ خدا کے پاس جا کے پناہ لے اور کہہ

یالیت بنی و بینک بعد المشرقین

کاش مجھ میں اور تجھ میں مشرق و مغرب کی دوری ہوتی۔

اگر کوئی جاہل شخص تجھے ہاتھ پکڑ کے اس گروہ سے الگ لے جائے اور کہے کہ ذکر الہی میں مشغول رہ اور قرآن و حدیث کی پابندی کر تو وہ ان تمام جھوٹے دعوے کرنے والوں سے اچھا ہے جو خود کو خرقہ پوش ظاہر کر رہے ہیں۔ ان سے اس طرح بھاگ جس طرح لوگ غضب آلود شیر سے یا کوڑھی سے بھاگتے ہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگ حضرت محمد ﷺ سے دریافت کرتے تھے کہ نیکی کیا ہے؟ مگر میں پوچھتا تھا کہ برائی کیا چیز ہے؟ اس اندیشے سے کہ کہیں اس میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ اس بنا پر میں

نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگ جہالت اور بدکاری میں مبتلا تھے تو حق تعالیٰ نے اس روشن دین اسلام کو نیکی کے ساتھ ظاہر فرمایا۔ کیا اس نیکی کے بعد پھر ہمیں برائی سے سابقہ پڑے گا؟ ارشاد ہوا، ہاں۔ میں نے عرض کیا پھر اس برائی کے بعد نیکی ظاہر ہوگی؟ فرمایا، ہاں۔ اور اسی نیکی سے اس برائی کی خرابی اور شومی ظاہر ہوگی۔ میں نے عرض کیا اس کی شومی کیا ہے؟ ارشاد ہوا، ایک ایسا گروہ پیدا ہوگا جو لوگوں کی گمراہی کی طرف رہبری کرے گا۔ یہ خود کو راہ راست پر ظاہر کریں گے حالانکہ ایسے ہوں گے نہیں۔ میں نے دریافت کیا کیا اس کے بعد بھی برائی کا ظہور ہوگا؟ ارشاد ہوا، ہاں۔ ایک جماعت ہوگی جو لوگوں کو دوزخ کے دروازوں کی طرف بلائے گی اور جو کوئی شخص ان کی پیروی کرے گا اسے فوراً دوزخ میں دھکیل دے گی۔ میں نے کہا، یا رسول اللہ مجھے ان کا پتہ بتائیے۔ ارشاد ہوا کہ، "وہ لوگ ہمارے لباس میں ظاہر ہو کر ہماری ہی زبان میں گفتگو کریں گے۔" میں نے عرض کیا میں اس زمانے میں اگر موجود ہوا تو مجھے کیا کرنا چاہیے؟ ارشاد ہوا، "تم مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کا ساتھ نہ چھوڑنا۔" میں نے عرض کیا اگر ان لوگوں کی جماعت نہ ہو اور ان کا کوئی امام بھی نہ ہو تو کیا کروں؟ فرمایا، تو تو ان سب فرقوں سے علیحدگی اختیار کر۔ اگرچہ یہاں تک نوبت پہنچ جائے کہ

بھوک کے مارے تو کسی درخت کی جڑ کو چوستا اور چاٹتا ہو۔ اور اسی حالت میں تیرا دم نکل جائے۔" یہ وصیت ہے ہمارے پیغمبر اور ہمارے سردار کی اس کو یاد رکھ اور اس پر عمل کر۔

خبردار! راستہ بتانے میں بخل نہ کر مطلب یہ کہ اگر کوئی تجھ سے سیدھی راہ پوچھے تو اس کے سوال کو ہرگز رد نہ کر۔ اس لیے کہ ایسی روش سے خدا اور بندگان خدا کے ساتھ بے ادبی ہوتی ہے۔ اس چال کی بنا ہی ذلت و خواری پر پڑی ہے۔ چنانچہ اگلے زمانے کے لوگوں نے اپنے آپ کو ذلیل و حقیر کہا اور خدا تعالیٰ نے انہیں معزز بنا دیا۔ انہوں نے خود کو فقیر کہا اور خدا نے اپنے کرم سے انہیں تمام لوگوں سے زیادہ دولت مند کر دیا۔ ایسے لوگوں کی صحبت سے پرہیز کر جو بزرگوں کے کلام کی ہمیشہ تاویل کیا کرتے ہیں مگر ان کی جانب منسوب ہونے پر اور نیز ان کی حکایتوں پر نازاں ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ان کہانیوں میں بہت سی ایسی ہیں جو جھوٹ اور افترا ہیں اور سوا اس کے نہیں کہا جاسکتا ہے کہ کہانیاں مخلوقات پر خدا کا ایک قسم کا عذاب ہیں۔ جب انہوں نے امر حق کو نہ جانا اور نیک نامی کی انہیں حرص ہوئی تو خدا عزوجل نے انہیں بے عقل لوگوں کے ہاتھ میں مبتلا کر دیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حدیثوں میں جنہیں نبوت کی پاکیزگی حاصل ہے

22

انہوں نے فرقہ ہائے مرغیہ، مرہبہ، غامضہ اور ظاہرہ کی طرح افترا پردازیاں کیں۔ رب العزت نے بعض اہل بدعت اور گمراہوں کو اس کام پر مسلط کیا ہے کہ جھوٹ بولیں اور بزرگوں کے کلام میں افترا پردازیاں کریں۔ انہوں نے ان کے کلام میں ان باتوں کو داخل کر دیا ہے جن کی خود انہیں خبر بھی نہ تھی۔ بعض لوگوں نے ان کی پیروی کی اور سب سے بدتر گناہوں میں مبتلا ہو گئے۔ خبردار! ایسے لوگوں سے بھاگ۔ اور اعلیٰ مراتب حاصل کرنے کے لیے حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن کو پکڑ اور شرع شریف کو نظر کے سامنے رکھ۔ اجماع امت کی عام سڑک تجھ پر آشکار رہے۔ اہل سنت کے گروہ سے جو کہ مسلمانوں میں نجات کو پانے والا فرقہ ہے دور نہ ہو۔ اور خدا کے احکام کو مضبوط پکڑ اور سوا ان کے ہر چیز کو چھوڑ دے اور میری باتوں کو دل میں یاد رکھ۔

عربی اشعار کا ترجمہ

اے خدا تیری محبت کی حلاوت مل جاتی۔ زندگی بھلے جس قدر تلخ کیوں نہ ہوتی۔

اگر تو راضی ہوتا اور ساری خلقت مجھ سے برہم بھی ہوتی (تو کوئی پرواہ نہ تھی)۔

اور وہ وسعت جو میرے تیرے درمیان ہے آباد ہوتی۔ اور میرے اور سارے عالم جتنی وسعت ہے وہ اجاڑ بھی پڑ جاتی تو مجھے کوئی پرواہ نہ ہوتی۔ جب تیری دوستی صحیح ثابت ہو جائے تو سب چیزیں پیچ ہیں اور اس خاک کے اوپر جو کچھ ہے سب خاک ہی ہے۔

مشائخ کی پاکدامنی و عصمت کا اعتقاد اس طرح نہ کر جس طرح وہ لوگ کرتے ہیں جنہیں ان کی نسبت غلو ہے۔ جو چیز تیرے اور رب العزت کے درمیان ہو اس کے بارے میں مشائخ پر بھروسہ نہ کر۔ اس لیے کہ اللہ جل شانہ بڑا غیرت والا ہے اور وہ نہیں چاہتا کہ اس کی اور بندے کے درمیان کوئی اور آجائے۔ مشائخ، (خدا ان سے راضی ہو اور وہ اس سے راضی ہوں) صرف طریقت کے رہنما ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حالات دریافت کے جاتے ہیں۔ ہم اس رب العزت کی درگاہ میں عجز و زاری سے عرض کرتے ہیں کہ ان سے راضی رہے۔ یہ امید لگا کہ وہ پروردگار عالمین اپنے خاص بندوں کو شرمندہ نہ کرے اس لیے کہ وہ سب بڑوں سے بڑا ہے۔

خود فروشی کو چھوڑ۔ سر تسلیم جھکانے کی وضع اختیار کر۔ اگر لوگوں کو تو خود

23

فروشی کرتا دیکھے تو خود کو ان سے الگ کر لے۔ اس لیے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

"جب تو ایسی حرص دیکھے جس کے لوگ بندے ہوں؛ ایسی خواہش نفس دیکھے جو لوگوں پر حکومت کرتی ہو اور ہر رائے والا اپنی رائے پر ناز کر رہا ہو تو خبردار تو سب سے علیحدہ ہو کے تنہا بیٹھ جا۔

اپنے اخلاق کو پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اخلاق کے مطابق کر جو حسب ذیل ہیں:

عادت میں نرمی، مذاق نیک، نہایت بردبار، بڑا معاف کرنے والا، سچا جوان مرد، نرم دل، ہنس مکھ، برداشت کرنے والا، منکسر المزاج، خاطر برداشت کرنے والا، صحبت کا لحاظ رکھنے والا مسلسل غم میں اور ہمیشہ سوچ میں رہنے والا، ساکت و صامت، مصیبت پر صبر کرنے والا، اللہ پر بھروسہ رکھنے والا اور اس سے مدد چاہنے والا، فقیروں اور ضعیفوں کا دوست اور حرام باتوں پر برہم ہو جانے والا۔

"جو کچھ مل جائے کھالے اور جو چیز کھو گئی اس کے لیے غمگین نہ ہو۔ ٹیک لگا کے کھانا نہ کھا۔ کپڑے سخت اور موٹے پہن تاکہ دولت مند لوگ تیری پیروی کریں۔ اور نئے کپڑے پہن کے محتاجوں کا دل نہ دکھا۔ عقیق کی انگوٹھی

انگلی میں پہن۔ اور سخت کچھونے پر یا چٹائی پر یا کھلی زمین پر سو۔ طور طریق، بات چیت اور حالات و افعال میں سنت حضرت رسالت پر استقلال سے قائم رہ۔ اچھے کو اچھا اور برے کو برا کہہ۔ بغیر ذکر الہی کے نہ بیٹھ اور نہ اٹھ۔ تیری محفل حلم، علم، حیا اور امانت کی صحبت میں ہو۔ اور تیرے پاس اٹھنے بیٹھنے والے فقیر اور محتاج لوگ ہوں۔ اپنا چال چلن نہ بگاڑ اور زانی نہ بن۔ نہ کسی کی مذمت کرنے ثواب کی بات کے سوا کوئی بات زبان سے نکال۔ اپنے ہر ہم صحبت کو اس کا حق دے۔ اپنے پاس لوگوں کا ہجوم نہ کر اور لوگوں سے پرہیز اور علیحدگی اختیار کر۔ کسی سے بھی اپنا ہنستا ہوا چہرہ نہ چھپا اور کسی کے ساتھ وہ بات نہ کر جس سے اسے نفرت ہو۔ اپنی زبان اور اپنے کان کو بری بات کے کہنے اور سننے سے بچا۔ خدمت گار سے ڈانٹ ڈپٹ نہ کر۔ اور جو تجھ سے سوال کرے اس کو نہ پھیر۔ اگر کچھ پاس نہ ہو تو میٹھی باتوں سے اس کا دل اپنے ہاتھ میں لے لے۔ اگر دو مختلف کاموں کے کرنے میں تجھے تردد ہو تو جو سب سے آسان نظر آئے اور اس میں گناہ نہ ہو اسے اختیار کر۔ دعوت کو قبول کر اور دوستوں اور بھائیوں کی تلاش میں رہ۔ جو تجھے ستائے اسے معاف کر دے۔ برائی کا مقابلہ برائی سے نہ کر۔ راتوں کو اللہ جل شانہ کی درگاہ میں زاری کر۔ اور خدائے واحدہ لا شریک سے خوش رہ۔

24

ہمارے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، "جس کسی نے اپنے نفس کو فقیر دیکھا وہ استقامت کے درجے کو پہنچ گیا۔" نیز یہ فرمایا کہ، "پاک بازی کے چار رکن ہیں۔: عادات و اطوار کا اچھا ہونا، تواضع یعنی انکسار، جواں مردی اور اپنے نفس کی مخالفت۔ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ، "انکسار سے محبت پیدا ہوتی ہے اور تھوڑے پر قناعت کرنے سے آرام ملتا ہے۔ مزید فرمایا، "کہ اچھا آدمی وہ ہے جو ہوشیار و دانا اور لوگوں کے معاملات (کی ٹوہ) میں جان بوجھ کر غفلت کرنے والا ہو۔ وہ فرماتے ہیں: "علم وہ ہے جو فائدہ پہنچائے۔ فقیری میں اپنے نفس کو ایک بہادر شخص تصور کرتا کہ تجھ میں استقلال پیدا ہو۔ پاک بازی کے اصول مضبوطی سے اختیار کرتا کہ تراا شمار پاک بازوں میں ہو۔ انکسار اور قناعت کرتا کہ تو لوگوں میں ہر دل عزیز ہو؛ مکروہات زمانہ سے تجھے آرام ملے۔ سب چیزوں کو بھلا دے تاکہ تو اچھا ہو جائے۔ علوم میں سے اس علم کو اختیار کر جو بارگاہ الہی میں نفع پہنچائے۔ اس لیے کہ تیری یہ دنیا صرف خیالی ہے۔ یہ جو کچھ ہے مٹ جانے والا ہے۔ تمام حالات میں رد و بدل کرنے والا اللہ جل شانہ ہے۔

ترجمہ اشعار:

"اے وہ شخص جس کی سانسیں گنی ہوئی ہیں۔ ضرور ہے کہ ایک دن یہ گنتی



پوری ہو جائے۔ ضرور ہے کہ کوئی دن ایسا آئے کہ اس کے بعد رات نہ ہو اور کوئی رات ایسی ہے جس کی صبح نہ ہو۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے ولیوں کو اپنے گنبد کے نیچے پوشیدگی کا لباس پہنایا ہے۔ اپنے سوا تمام چیزیں ان کی نظر سے چھپا دی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مخلوقات کی نسبت اچھا گمان رکھا جائے۔ یہ ہرگز نہ کر کہ کسی کے خلاف شرعی دلیل قائم کرتے وقت تو اس کی جانب بدگمانی کرے۔ خدا کی شریعت کا پابند رہ اور نفسانیت اور خود غرضی کو چھوڑ دے۔ بلکہ ہر کام کو خلوص نیت کے ساتھ کر۔ کیونکہ نفسانیت دل کا مرض ہے اور جس چیز کو شریعت نے برا کہا ہے اسے تو بھی برا کہے اور جسے شریعت نے اچھا بتایا اسے تو بھی اچھا بتا۔ اپنے قول و فعل سے سوائے رضا الہی کے اور کسی چیز کو ظاہر نہ کر۔ جب تک شرع کی دلیل سے ثابت نہ ہو جائے خدا کے بندوں پر بدگمانی نہ کر۔ بلکہ ہر شخص کی نسبت نیک گمان رکھ۔ کیونکہ باری تعالیٰ اپنے بندوں کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے اور ظاہر نہیں کرتا۔ جیسا کہ وارد ہوا ہے:

وَلِكُلِّ وَجْهٍ مِّنْهُ مَوْلِيٌّ

ہر طریقہ کا وہی والی ہے۔

لہذا تجھے چاہیے کہ سردار انبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے روشن شریعت

کے دلائل کی طرف توجہ کر۔ عقل ہر چیز کو سمجھ کے ذریعے سے قبول کرتی ہے اور جو ذات کہ سمجھ سے باہر ہے اس کے سوا اور کس چیز کے ماننے سے انکار کرتی ہے۔ لہذا اپنی ہمت کو تو دل سے وابستہ رکھ؛ اپنی دانائی کو عقل سے تاکہ تجھے کامیابی حاصل ہو۔ ہاتھ میں ایک رگ ہے جو دل سے ملی ہے کوئی چیز انسان حاصل ہوتا ہے تو اس کے دل پر جا پہنچتی ہے اور یہ ایک بہت بڑی اور خطرناک آفت ہے۔

جس سے لوگ واقف نہیں ہیں۔ فخر کائنات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

دنیا کی محبت سارے گناہوں کی جڑ ہے۔

لہذا تو دنیا سے بچ اور اس کی لذتوں سے دور رہ۔ خبردار! رات کو جانوروں کی طرح نہ سو۔ رات میں چونکہ اللہ جل شانہ کی تجلیاں ہوتی ہیں اور اس کے نور کی بادیسم چلتی ہے اس لئے شب زندہ داری کرنے والے اسے غنیمت خیال کرتے ہیں۔ سونے والے اس کی برکتوں سے محروم رہتے ہیں۔ اور اس مغرور عیش سے جو خواب شریں کے مزے لوٹا اور خدا کی جانب سے بے پرواہ ہو جاتا ہے کہہ دے کہ:

"اے رات کو سونے والے اور لذت خواب کے مبتلا۔ یہ نیند بیداری

کے ہاتھ رہن ہے تم چاہو تو اسے بھول جاؤ مگر وہ تجھے نہیں بھولتا۔ وہ جو زمانے کا پلٹنے اور طرح طرح کے انقلابات کرنے والا ہے۔

مشاہدے سے عبارت وہ قربت باری تعالیٰ ہے جس کے ساتھ علم الیقین ہے اور جس شخص کو خدا تعالیٰ نے دوری اور غفلت سے بچایا ہے۔ اس نے علم الیقین کے ساتھ خدا کی قربت حاصل کی۔ اور حق الیقین کے یہ معنی ہیں کہ

"اعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک

خدا کی عبادت ایسے کر کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہ دیکھتا ہو تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔"

تو بس شہود کے مرتبے کا حاصل کرنا اسی سے عبارت ہے۔ اور شہود اس کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے ورنہ لغوی اور معنوی دونوں حیثیتوں پر اس دنیا میں مخلوق خدا کے لیے خدا کا دیکھنا ٹھیک ثابت ہوتا۔ اور مشاہدہ جمال باری کے بارے میں لغوی اور معنوی دونوں حیثیتوں سے حضرت موسیٰ کا قصہ تیرے کافی ہے۔ جمال باری تعالیٰ کا جلوہ دیکھنا صرف صاحب قاب قوسین (حضرت محمد ﷺ) کے ساتھ مخصوص ہے۔ مگر اس میں یہ اختلاف ہے کہ یہ جلوہ آپ نے سر کی آنکھوں سے دیکھا یا دل کی آنکھوں سے۔ اور

اس امر میں حضرت رسول اکرم کو خصوصیت حاصل ہونا اہل دل لوگوں کے نزدیک یقینی اور آشکار ہے۔ تو خداوند عزوجل کی قربت حاصل کرنے کے لیے اپنے نفس کو ویسا ہی ادب سکھا اور ویسا ہی مہذب بنا جیسا کہ خود خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہو۔ اس لے کہ اس طرح تیرا شمار بھی مقربان بارگاہ صمدیت میں ہوگا۔ چنانچہ مشہور ہے کہ

"لا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل

میرا بندہ ہمیشہ نفل عبادتوں کے ذریعے مجھ سے قربت حاصل کرتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

کل ان ھدی اللہ ھو الھدی  
تم فرما دو اللہ کی ہدایت ہی ہدایت ہے۔  
وکفی باللہ ولیا  
اور دوست چاہتے ہو تو اللہ کافی ہے۔

اگر اس فن کا کوئی استاد ملے تو اس کا شاگرد ہو جا۔ اور اگر وہ چومنے کے لیے اپنا ہاتھ تیری طرف بڑھائے تو اس کا پاؤں چوم۔ اور اس

کے پیچھے پیچھے رہ۔ اس لیے کہ پہلی چوٹ سر ہی پر آتی ہے۔ اگر کوئی ظالم تجھ پر ظلم کرے تو اور تو انتقام لینے کی کوئی تدبیر نہ کر سکتا ہو تو اس صورت میں تو چاروں اچار درگاہ خداوندی میں التجا کر سکتا ہے۔ بس اپنے دل کو تو ماسوا اللہ سے پھیر۔ اپنی امیدوں کو اس رب العزت کی درگاہ میں پیش کر اور اپنا کام اس کے سپرد کر دے تاکہ وہ تری مدد کرے۔ تیرے لیے ایسی کار سازی کرے جو تیرے خیال میں بھی نہ گزری ہو۔ سر تسلیم جھکانا اور صدق دل سے التجا کرنا اسی سے عبارت ہے۔ اپنی ہمت کو خدا کی مرضی و منشا کے مطابق متوجہ کر۔ جیسا کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے کیا جب ہارون رشد (خدا اس کے گناہوں کو معاف کرے) آپ کو باندھ کر مدینہ شریف سے بغداد لے گیا اور قید خانے میں ڈال دیا۔ یہاں تک کہ آپ نے رضائے الہی سے قید میں زہر کے ذریعے سے جام شہادت پی لیا۔ اور قید خانے سے ہی آپ کا جنازہ نکلا۔ دم وصال تک آپ نے رضائے الہی سے منہ نہیں پھیرا۔ لہذا یہ وہ مرتبہ تھا جسے فوز عظیم کہتے ہیں۔ جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے دل میں اس کا خیال گزرا ہے۔

انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب

صبر کرنے والوں کو اللہ ان کا اجر بے حساب عطا فرمائے گا۔

27

ائمہ اہل بیت علیہم السلام باوجود بزرگی اور اعلیٰ مرتبہ رکھنے کے خالص مرضی الہی پر راضی و صابر رہے۔ کہتے ہیں کہ عبد الملک بن مروان جو بنی امیہ میں سے تھا۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو ہاتھ پاؤں اور گلے میں طوق ڈال کے مدینہ منورہ سے شام میں لایا تھا۔ اسی حالت میں امام زہری رحمۃ اللہ علیہ آپ کو آبدیدہ رخصت کرنے کو آئے اور عرض گزار ہوئے کہ اے فرزند رسول اللہ اور اے جگر گوشہ جناب زہرا آرزو تھی کہ آپ کے عوض میرے ہاتھ پاؤں میں زنجیریں ہوتیں۔ جناب امام زین العابدین نے فرمایا کیا تم خیال کرتے ہو کہ اس حالت میں مجھے تکلیف ہے۔ اگر میں چاہتا تو ہم ان امور میں سے کوئی بات بھی ظہور میں نہ آتی۔ مگر میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ خدا کے عذاب کو نہ بھولوں۔ یہ فرماتے ہی آپ نے اپنے ہاتھ پاؤں کو زنجیروں سے چھڑا دیا اور پھر خود ہی وہ زنجیریں پہن لیں۔ یہ دیکھ کر زہری رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ جناب زین العابدین رضی اللہ عنہ رضائے الہی اور تسلیم محض کے مرتبے کو پہنچے ہوئے ہیں۔ اور آپ کو فوز عظیم کی منزلت حاصل ہے۔ جس کو معلوم کر کے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے دل کو چین آیا اور ان کا نفس اذیت سے چھوٹ گا۔ اگر تو رضا کے مرتبے کو پہنچ سکتا ہو جو سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے تو اپنے نفس کو تول اور اس کے قابل بنا۔ ورنہ

دوسرے مرتبے میں اتر آ جس سے خلوص عبارت ہے۔ اور جس میں یہ کرنا ہوتا ہے کہ تدبیر، طاقت، قدرت اور اپنے تمام جزی و کلی معاملات سے کلیتاً قطع امید کر کے خدا پر بھروسہ کر لیا جائے۔ خداوند عزوجل تیرے ارادے اور تیری تدبیر سے زیادہ اپنی مرضی سے تیرے کام کو سدھا دے گا۔

وکفی باللہ وکیلا

اور مددگاری کے لیے اللہ ہی کافی ہے۔

اگر تو خدا عزوجل کی طرف دوڑتا اور اس کی درگاہ میں التجا کرتا ہے تو اس بارے میں حبیب خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو وسیلہ قرار دے۔ اور جہاں تک ممکن ہو زیادہ تر درود و سلام کو ورد زبان کر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت پر عمل کر کے بارگاہ ایزدی کے دروازے پر کھڑا رہ۔ اور اسی ذات پر بھروسہ کر کے ہر چیز کو اسی سے مانگ۔ اور اگر تیرے سامنے دروازے بند ہوں تو کھولنے والے کا امیدوار رہ۔ اگر بندے کسی راہ کو بند کر دیں تو صرف خدا عزوجل اپنے ربوبیت اور الوہیت سے اسے کھول دے گا۔ اس کی رحمت سے ناامید نہ ہو اور اس کی روح سے مایوس نہ ہو۔ اپنے آپ کو اسی سے ملا دے۔

وکفی باللہ ولیا

دوستی کے لیے اللہ کافی ہے۔

تمام حالات پر صرف اللہ رب العزت کی توفیق پر بھروسہ کرنا واجب ہے۔ غم و تکلیف کو حاسد کے لیے چھوڑ دے۔ اس لیے کہ اس کی تکلیف ہی اس کے لیے کافی ہے۔ اور بے وقوف کی طرفداری سے دستبردار ہو کیونکہ اگر تو اس سے بعض نہ آیا تو بھی اس کے رنج میں مبتلا ہو جائے۔ عقلمندوں کی صحبت کا رخ کر اور دانائی کی بات کو تو جہاں دیکھے اختیار کر۔ اس لیے کہ دانائی کی بات اگر دیوار پر لکھی ہو تو بھی عقلمند آدمی اسے لے لیتا ہے۔ اور یہ نہیں پوچھتا کہ کس نے اسے کیا کہا اور کس سے مروی ہے یہ یا کس کافر سے سنی گئی ہے۔ یہ جہان عبرت کے لیے پیدا ہوا ہے اور عقل مند آدمی دنیا کی ہر چیز سے عبرت پکڑتا ہے۔ عبرت کو جہاں ملے تو اپنی عقل کی قوت سے لے لے اور اس کو نہ دیکھ کہاں سے ملی ہے۔ خبردار! دنیا داروں کے پاس نہ جا۔ اس لیے کہ ان کی قربت سے آدمی کا دل سخت ہو جاتا ہے۔ ان کے آگے سر جھکانے سے اللہ جل شانہ غضب ناک ہوتا ہے۔ ان کی تعظیم و تکریم سے گناہ بڑھتے ہیں۔ فقیروں کا دوست بن اور ان سے صحبت رکھ۔ اور پوری تعظیم و تکریم کے ساتھ ان کی خدمت گزاری میں مشغول رہ۔ اگر ان میں سے کوئی تیرے پاس آئے تو فوراً کھڑے ہو کر اس کی تعظیم کر۔ اور تیری

خدمت گزاری کو اگر فقراء پسند کریں تو ان سے دعائے خیر کی خواہش کر۔  
کوشش کر کہ ان کے دلوں میں تو اپنا گھر آباد کر پائے۔ اس لیے کہ فقیروں  
کے دل رحمت الہی کا مسکن ہیں۔ بشری خود پرستوں سے اپنے دل کو پاک  
کر اور جو کوئی تجھ پر کوئی حق رکھتا ہو یا تو اس پر کوئی حق رکھتا ہو تو اس کے ساتھ  
ایسا اچھا اخلاقی برتاؤ کر کہ وہ تیرا حق دے دے اور تو بھی اس کا حق ادا کر  
دے۔ اور اگر ہو سکے تو اپنے حق کو قربان کر دے اور اس کے معاوضے کو خدا  
سے مانگ۔ لوگوں میں ادب کے ساتھ رہے اس لیے کہ آدمی کے ساتھ  
با آداب رہنا ویسا ہی ہے جیسا کہ خدا کے ساتھ با آداب رہنا۔ خود بینی، نسب  
پر ناز کرنے اور اپنے آپ کو لائق فائق ہونے کے خیال سے توبہ کر۔  
اس لیے کہ اگر کوئی عمل میں رہ جائے تو نسب اسے نہیں بچاتا۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صلہ رحم کو بجالا۔ اور آپ کے اہل بیت کی تعظیم  
و تکریم کر۔ اس لیے کہ آپ کے احسان کا طوق ہمارے گلے میں ہے۔  
چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

قل لا اسئلكم عليه اجر الا المودة في القربى

اے محمد کہہ دیجئے کہ میں تم سے سوائے قرابت داروں کی محبت کے کوئی  
اجر نہیں چاہتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تمام اصحاب کی محبت کو دل میں محفوظ  
رکھ اس لیے کہ وہ ہدایت کے چراغ، رہنمائی کے تارے ہیں۔ حدیث میں  
آیا ہے  
میرے صحابہ ستاروں کی مثل ہیں۔ ان میں سے جس کی پیروی کرو  
گے ہدایت پاؤ گے۔

خدا سے ڈر۔ کیونکہ اصل حکمت اللہ کا خوف ہے۔ تجھے چاہیے کہ تو خدا  
تعالیٰ سے ڈرتا رہے کیونکہ وہ ہر نیکی کا مجمع ہے۔ یہی تجھے میری نصیحت ہے۔  
اے بھائی! جان لے کہ تعلیم نے مجھے وہ باہوش کر دیا ہے کہ میں نے  
زمانے اور اہل زمانہ کو آزمایا۔ اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ کیا؛ شرع شریف کی  
خدمت کی؛ اہل صفا کی صحبت سے فائدہ اٹھایا۔ میری نصیحت کو قبول کر لو  
کیونکہ یہ اس خلوص محبت سے نکلی ہے جو مجھے تیرے ساتھ ہے۔ بہت سی سننے  
والے کہنے والے سے زیادہ دانا ہوتے ہیں۔ اے عبد السمیع میری نصیحت پر  
عمل کر۔ اور مجھے کوئی بہت بڑا شخص نہ خیال کر۔ اللہ مجھ پر اور تجھ پر راستہ  
آسان کرے اور ہمیں اور تجھے اور مسلمانوں کو برگزیدہ، نیکوں اور صاحب  
خلوص اچھوں اور اللہ اور رسول کے دوستوں میں شامل کرے۔ اسی اللہ کی  
دوستی کافی ہے۔

الحمد للہ رب العالمین۔

بیک ٹائٹل

خود فروشی کو چھوڑ۔ سر تسلیم جھکانے کی وضع اختیار کر۔ اگر لوگوں کو تو خود فروشی کرتا دیکھے تو خود کو ان سے الگ کر لے۔ اس لیے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

"جب تو ایسی حرص دیکھے جس کے لوگ بندے ہوں؛ ایسی خواہش نفس دیکھے جو لوگوں پر حکومت کرتی ہو اور ہر رائے والا اپنی رائے پر ناز کر رہا ہو تو خبردار تو سب سے علیحدہ ہو کے تنہا بیٹھ جا۔

اپنے اخلاق کو پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اخلاق کے مطابق کر جو حسب ذیل ہیں:

عادت میں نرمی، مذاق نیک، نہایت بردبار، بڑا معاف کرنے والا، سچا جوان مرد، نرم دل، ہنس مکھ، برداشت کرنے والا، منکسر المزاج، خاطر برداشت کرنے والا، صحبت کا لحاظ رکھنے والا مسلسل غم میں اور ہمیشہ سوچ میں رہنے والا، ساکت و صامت، مصیبت پر صبر کرنے والا، اللہ پر بھروسہ رکھنے والا اور اس سے مدد چاہنے والا، فقیروں اور ضعیفوں کا دوست اور حرام باتوں پر برہم ہو جانے والا۔



















































































































































